تلاش امن

محمد بلیغ الدین انسٹرکٹر گورنمنٹ انٹر کالج آف کامرس
گلستان کالونی

بچپن میں ایک کہانی سنی تھی کہ ایک صاحب سڑک پر کچھ تلاش کر رہے تھے کسی بھلے مانس نے از راہ ہمدردی پوچھ لیا کہ صاحب کیا تلاش کر رہے ہو۔ تو اس نے کہاکہ اشرفی جیب سے گر گئی تھی وہ تلاش کر رہا ہوں اس بھلے مانس نے پوچھاکہ صاحب تمہاری اشرفی گری کہاں ہے تو اس صاحب نے جواب دیاکہ گری تو گھر میں تھی مگر مشکل یہ ہے کہ گھر میں روشنی نہیں ہے سڑک پر روشنی ہے اس لئے یہاں تلاش کر رہا ہوں۔ (تعمیر انسانیت)

جناب بظاہر تو یہ ایک لطیفہ نظر آتا ہے لیکن اگر ذرا دوربین نگاہوں سے دیکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آج ہماری زندگی کے چھوٹے بڑے میدانوں میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ہم معاشرت' سیاست' معیشت قومی اور بین الاقوامی زندگی کے میدانوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں ہیں اور ان کے اصول وضوابط کے حصول کے لئے کبھی ہمارا رخ مشرق کی طرف ہوتا ہے تو کبھی مغرب کی طرف۔

جبکہ ان نظام ہائے زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسلام ہماری مکمل راہنمائی کرتا ہے چونکہ اسلام کی تعلیمات سے اعراض کے سبب سے ہمارے دلوں کی دنیا میں اندھیرا چھا گیا ہے لہٰذا ہم آج کامیابی و کامرانی' صلح و آشتی امن و سلامتی اسلام سے ہٹ کر دوسرے نظاموں میں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

وہ جن کے دم سے زمانے میں روشنی پھیلی
آج خود بھی ترستے ہیں روشنی کیلئے

امن و سلامتی انسان کی بنیادی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ

امن کی اہمیت ہر دور اور ہر ملت میں تسلیم کی گئی کوئی ذی شعور باور نہیں کر سکتا ہے کہ کوئی ملک کوئی قوم یا کوئی دور بغیر امن و سلامتی ترقی یافتہ ہو سکتا ہے۔ مختلف ملل و ادیان میں امن کے تحفظ کے لئے جو ہدایتیں آئی ہیں وہ اپنی جگہ ہیں وہ لوگ جو صرف اقتدار ہی چاہتے ہیں جن کو کسی مذہب و ملت سے دلچسپی نہیں انہیں بھی یقین ہے کہ جب تک امن و امان اور عدل و مساوات نہ ہو عوام و خواص کی زندگی بے کیف بلکہ ان کے لئے اپنی زندگی کے دن پورے کرنے بھی دو بھر ہو جاتے ہیں۔(اسلام کا نظام امن)

انسان نے امن و سلامتی کی اسی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر امن و سلامتی کی فضاء قائم و دائم رکھنے کی کوشش کی ہے کبھی پیسفزم یعنی تحریک امن خواہی چلائی گئی اور کبھی "ورلڈ پیس موومنٹ" چلائی گئی اور کبھی کسی اور نام سے عالمی امن اوارے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ مگر آج تک انسان دنیا میں بار بار امن و سلامتی کا نام لینے کے باوجود ظلم و تعدی میں جس طرح پھنسا ہوا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آج دنیا میں قتل و خونریزی سے انسانیت جس طرح کانپ اٹھی ہے اس سے کوئی بھی باخبر انکار نہیں کر سکتا ہے۔ آخر کیوں؟

اسلام نے انسان کی کامیابی و کامرانی اور امن و سلامتی کو بہت اہمیت دی ہے اور انسان کی کامیابی کا راز بھی اسلامی اصولوں میں پنہاں ہے۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دور میں بھی اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت سے اپنایا گیا ہے اس دور میں ہی اس کے سنہری اصولوں کی بناپر زندگی کے تمام شعبوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ خلافت راشدہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور کا عقیدت کی نظروں سے ہی نہیں تنقیدی نگاہوں سے بھی جائزہ لیا جائے تو یہ باسانی واضح ہوتا ہے کہ اسلام ہماری تمام مشکلات و مسائل کا واحد حل ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے بے درماں امراض کا درماں اکسیر بھی ہے ہاں ہاں وہی دور جن میں جرائم نہ ہونے کے برابر ہی نہ تھے بلکہ جب کبھی کسی سے جرم سرزد ہو جاتا تو وہ خود کو قانون کے حوالے کر دیتا۔ جس دور میں عوام مخلص ہی نہیں تھے بلکہ ایثار و قربانی کے جذبے سے بھی سرشار تھے اور حکام اقرباء پروری مفاد

پرستی اور حرص ولالچ جیسے رکیک جذبات سے بالا ہی نہ تھے بلکہ قوم وملک کے خیر خواہ اور خادم بھی تھے۔ (الپسند خادم ترجمہ)

آج جب ہم پاکستان کا امن وسلامتی کے حوالے سے تنقیدی مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو قتل وغارت' لوٹ مار' لڑائی جھگڑا' مفاد پرستی' اقرباء پروری اور بے راہ روی پائی جاتی ہے اس کی نظیر پاکستان کی سابقہ تاریخ میں نہیں ملتی ہے آج سرزمین پاکستان میں عصمت دری' عصمت فروشی' اغواء' ڈاکہ زنی' ذخیرہ اندوزی' ناجائز منافع خوری' رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔ غریب عوام امن وسلامتی اور عزت نفس کے لئے سرگرداں ہیں مگر امن وسلامتی ہے کہ سرزمین پاکستان سے عنقاء۔

جان ومال کے تحفظ کی فراہمی کس کی ذمہ داری؟

اللہ تعالیٰ نے انسان میں متضاد قوتیں ودیعت کی ہیں جہاں اس میں دور اندیشی احتیاط وفرض شناسی کے جوہر مضمر ہیں وہیں اس کو فتنہ وفساد' عجلت پسندی' اور خود غرضی سے بھی گریز نہیں۔ ایک طرف اگر انسان پیکر انس ومحبت ہے تو دوسری طرف بغض وحسد اور کینہ وتکبر کا پتلا بھی جہاں ابن آدم جان پر کھیل کر مظلوم کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے وہیں اس میں یہ عیب بھی ہے کہ ذاتی مفاد حاصل کرنے کے لئے لاکھوں بے گناہ انسانوں کا بے دریغ قتل کرنے سے بھی نہیں رکتا۔

انسانی طبیعت کی افراط وتفریط ہی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل بھیجے خدا کے ان فرستادہ بندوں نے زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح کی جدوجہد کی تاکہ خدا کی زمین پر خدا کا دین اور اس کا قانون جاری وساری ہو جائے ان کی یہ جدوجہد پوری زندگی کی اصلاح کیلئے تھی اور ریاست اصلاح کے ذرائع میں سے ایک بہترین ذریعہ تھی۔ (بحوالہ اسلامی نظریہ حیات از پروفیسر خورشید احمد)

گویا تمام شہریوں کے جان ومال عفت وعصمت' عزت وآبرو کی حفاظت ریاست کی اہم

اور بنیادی ضرورت ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

ذالک المسلم الذی لہ ذمتہ اللہ و رسولہ فلا تحفرو اللہ فی ذمتہ

یہ وہ مسلم ہے جس کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ خبردار اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی ضمانت میں خیانت نہ کرو۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا محمد ظفیر الدین مفتاحی ندوی اپنی کتاب اسلام کا نظام امن میں یوں رقمطراز ہیں۔

اسلام میں حکمران طبقہ حکومت کے خزانے پر ڈاکہ ڈالنے یا عوام کو ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا نام ملک و قوم کی نگرانی اور ایک ایک فرد کی عافیت و راحت کی دیکھ بھال ہے۔(اسلام کا نظام امن)

مگر آج ملک پاکستان میں عوام بنیادی حقوق سے ہی محروم نہیں ہیں جو کہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے بلکہ عفت و عصمت عزت و آبرو اور مال و جان کے تحفظ کے لئے کوئی سہارا بھی نہیں پاتے۔ اور ظالم ہاتھوں نے مظلوم کی بے بسی کا خون کرنے کے بعد حکمرانوں کو بھی مجبور اور بے بس کر دیا ہے جس کا اعتراف ہر خاص و عام کو ہے جس کا ثبوت ہمارے اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ موجود ہے۔

میں ایک بات یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عصر حاضر میں دور حکومت نظام بادشاہی ہو یا صدارتی جمہوری ہو یا غیر جمہوری حقیقت میں سب بے دین نظام حکومت ہیں اور کسی بھی نظام حکومت کو ہم مکمل قوم و ملک کی فلاح و بہبود و کامرانی کا ضامن قرار نہیں دے سکتے۔ آج ہمارے ملک میں جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگی ہوئی ہے۔ جس کو قوم و ملک کی فلاح و خوشحالی کے لئے حرف آخر سمجھا جا رہا ہے۔ اس جمہوریت نے غریب عوام کو گویا سرخاب کا پر لگا دیا ہے۔ کیا اس نظام میں ظلم و ستم کی انتہا نہیں ہو چکی ہے۔ کیا حقوق کی پامالی نہیں ہو رہی ہے۔ کیا معاشرہ بے ہنگمی اور انتشار کا گہوارہ نہیں بن گیا ہے۔ کیا امن سکون اور عزت نفس کا جنازہ نہیں نکل گیا ہے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں اس نظام میں حکمران اپنے ہی مفادات و تحفظات کی

فکر میں رہتے ہیں عوام کے مال و دولت کو ذاتی شان و شکوہ پر خرچ کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں عوام کو دھوکہ دینے کے لئے دلفریب جلاو جگانا ان کا وطیرہ بن چکا ہے حکام کا خود کو ہر قسم کی باز پرس سے بالاتر سمجھنا' ہوس اقتدار اور ہوس زر میں ہر ناجائز کام کر گزرنا اس جمہوری نظام کی خوبیاں ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے ملک جمہوری میں یہ سب کچھ نہیں ہو رہا ہے بلکہ کہنا تو یہ چاہئے کہ ہمارے ملک کی جمہوریت نے بد اخلاقی' سرکشی' لوٹ مار' عیش و عشرت' مفاد پرستی' اور تبدیلی وفاداریوں کی تمام حدوں کو پھلانگ کر رکھ دیا ہے۔ اس کا اثر عوام اور ملک پاکستان پر کیا پڑ رہا ہے۔ اس کا جواب حامی جمہوریت دیں گے میں تو یہی کہوں گا۔

الناس علیٰ دین ملوکھم:۔

عوام الناس حکام کی تقلید و پیروی کرتے ہیں حکام کا اٹھنا بیٹھنا' سونا جاگنا' آنا جانا' اوڑھنا بچھونا' معاشرت و معیشت' سیاست قومی اور بین الاقوامی زندگی کے طور طریقے سب عوام الناس کے سامنے ہوتے ہیں۔ اگر حکام کجروی ہوں گے تو عوام بھی کجروی اختیار کریں گے جیسا کہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ظاہر ہے۔

واعلم ان العامل اذا زاغ زاغت رعیتہ
واشقی الناس من شقیت بہ رعیتہ

یقین رکھو جب حاکم کجروی اختیار کرتا ہے تو رعیت بھی کجرو ہو جاتی ہے اور جس حاکم کی وجہ سے رعیت گمراہ ہوتی وہ بدترین اور بدنصیب انسان ہے

لہٰذا حکمران طبقہ کو پہلے خود سچائی و راست بازی' امانت و دیانت' اخوت' بھائی چارہ' تعاون' ہمدردی' محبت و شفقت' عفت و پاکدامنی' خلوص و فرض شناسی' ایثار و قربانی اور قناعت پسندی کا علمبردار بننا چاہئے۔ اور پھر عوام سے انہی صاحب حمیدہ کی امید رکھنا تو سمجھ میں آتی ہے جبکہ مقتدر طبقہ کا ان اوصاف حمیدہ کی بجائے اخلاق سیئہ بے حیائی و بدکرداری' بددیانتی و بے ایمانی غرور و تکبر' تحقیر و نفرت اور عیش و عشرت میں یکتا ہو کر عام کو اوصاف حمیدہ کی عموما

اور قناعت پسندی کی خصوصاً ترغیب دینا چہ معنی دارد۔

آج حکومتیں بدلتی ہیں منشور بدلتے ہیں رنگ و روپ بدلتے ہیں مگر افسوس کہ ملک کی تقدیر نہیں بدلتی کیوں؟ ان حکومتوں کے بدلنے سے تو اب چہرے بھی نہیں بدلتے حالات کیسے بدلیں۔ ملک میں مثبت تبدیلی اسی وقت آتی ہے جب قوم و ملک کے لئے زندہ رہا جائے جو قومیں ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دیتی ہیں وہ عظیم نہیں بن سکتی ہیں عظمت توانائی کے حصہ میں آتی ہے جو دوسروں کے لئے جیتے ہیں جیسا کہ مولانا ابوالکلام آثار سیاست میں فرماتے ہیں۔

"کتنے بابرکت اور کتنے محترم ہیں وہ لوگ جن کے دم سے زندگی کے مرجھائے ہوئے پودے پھر سے جی اٹھتے ہیں جن سے تاریکی کو روشنی، جہل کو علم اور روح کو عرفان حاصل ہوتا ہے جو گرتوں کو سنبھالتے ہیں، بھٹکوں کو راہ دکھاتے ہیں اور سوتوں کو جگاتے ہیں ظلم و عدوان طغیان و تمرد جب ان باصفا حق پرستوں کے مقابلے پر آتی ہے تو یہ لوگ اس کا جسمانی مقابلہ کرتے ہیں یہاں تک جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ (آثار سیاست از ابوالکلام آزاد)

مگر آج

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

قائد اعظم کی روح آج بھی ہم سے یہی مطالبہ کرتی ہے

ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور ہم اس کے لئے قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو قربان کردیں۔ (بحوالہ آسان مطالعہ پاکستان از عبدالقادر خان)

آج پاکستان گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ غربت و افلاس، لسانی و علاقائی تعصبات، قتل و غارت، لوٹ مار، بددیانتی، اغواء، ڈکیتی، سیاسی بے ہنگمی، معاشی پسماندگی، قومی اور بین الاقوامی

سطح پر عدم تحفظ سرفہرست ہیں۔ مگر پاکستان کے مسائل و مشکلات کا حل نہ لباس کی یکسانی میں ہے اور نہ ہی تہذیب و زبان کے اشتراک میں ہے۔ نہ ملک و وطن کی وحدت میں ہے اور نہ ہی علم و ادب کی فراوانی میں ہے۔ نہ تہذیب و تنظیم کے اطلاق میں ہے اور نہ ہی وسائل و ذرائع کی کثرت میں ہے۔ نہ ہی پاکستان کے مسائل کا حل جمہوری نظام میں ہے اور نہ ہی مارشل لاء صدارتی نظام میں بلکہ پاکستانی معاشرہ کے انقلاب کے لئے ایک ہی نظام کی ضرورت ہے اور وہ ہے نظام اسلام۔

مجھے معلوم ہے راز غلامی اہل عالم کا
ہے آئین تیرا سیاست سے تیرا ذہن بیگانہ
اگر تیرا پیرو یہ عالم ایجاد ہو جائے
تو اک انسان ہی کیا کل کائنات آزاد ہو جائے

ہم پاکستان میں مختلف نظام ہائے حکومت کا یکے بعد دیگرے تجربہ کر چکے ہیں ان نظام ہائے حکومتوں میں سے کوئی بھی نظام ہمارے زخموں کا درمان نہ کر سکا بلکہ ہر دور میں یہ ناسور کی حیثیت ہی اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ہمیں تو مقصد پاکستان بھی حاصل ہوتا نظر نہیں آ رہا ہے۔ جس مقصد کے لئے عظیم قربانیاں دی تھیں۔ تو پھر کیوں نہ ہم ملک پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کا تجربہ کریں جس کے رزلٹ کا ہمیں قوم و ملک کے لئے سو فیصد سود مند ہونے کا یقین بھی ہے ہاں وہی نظام حکومت جس میں غربت و افلاس باقی نہیں رہتا۔ بلکہ لوگ مال ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اور کوئی لینے والا نہیں ہوتا۔ ہاں وہی نظام حکومت جس میں عوام کی خبر گیری ہوتی ہے جس میں حقوق کی پاسداری ہوتی ہے جس میں امانت و دیانت اور خلوص و وفاداری کی فرمانروائی ہوتی ہے جس میں ظلم و ستم کی بجائے محبت شفقت اور اخوت و بھائی چارے کی پذیرائی ہوتی ہے ہاں وہی نظام حکومت جس میں مظلوم کی شنوائی ہوتی ہے جس میں امن و سکون عفت و عصمت اور عزت نفس کی پاسبانی ہوتی ہے جن اخلاقی قدروں اور اصول و ضوابط کی فلاح پاکستان کے لئے ہمیں ضرورت ہے وہ تو نظام اسلام میں مضمر ہے حضور ﷺ

نے فرمایا ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنتی

(بخاری)

میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت اگر ان پر عمل پیرا ہوگے تو کبھی بھی گمراہ اور ناکام نہیں ہوگے۔

ہماری کامیابی و کامرانی تو اسلام میں ہے مگر ہم کہیں اور تلاش میں مگن ہیں ہماری حالت تو بعینہ اس بزرگ کی سی ہے جس کی اشرفی گری تو گھر میں ہے مگر وہ تلاش گھر کے سوا بازار میں کر رہا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

(بانگ درا)

بقیہ : کامیابی کس کا مقدر؟

کرنا ہوگا۔ اسلئے کہ کامیابی کا انحصار چار وصفوں میں ہے صرف ایک پر عمل کر لینے میں نہیں ہے بلکہ صرف وہی انسان کامیاب و کامران ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق چاروں وصفوں سے متصف ہوگا۔

آیئے آج کے اس پرفتن دور میں ان اوصاف کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخرو ہو جائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا و آخرت کامیاب فرمائے آمین۔